بیت بازی

۱۴۰۰ منتخب اشعار کا حسین گلدستہ

مرتب

عرفان خلیلی

(صفی پوری)

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵

اُستادِ محترم

جناب مولوی حاتم علی صاحب حیرتؔ مرحوم

کے نام

جن کی تربیت نے

میرے اندر

سخن، فہمی کا ذوق

پیدا کیا۔

عرفان خلیلی

فہرست

حروف	تعداد اشعار	صفحہ	حروف	تعداد اشعار	صفحہ
الف	۱۲۰	۷	ص	۲۰	۷۸
ب	۵۰	۱۹	ض	۲۰	۸۰
پ	۳۰	۲۴	ط	۳۰	۸۲
ت	۶۰	۲۷	ظ	۱۹	۸۵
ٹ	۲۰	۳۳	ع	۳۰	۸۷
ث	۱۹	۳۵	غ	۲۰	۹۰
ج	۵۰	۳۷	ف	۳۰	۹۲
چ	۴۰	۴۲	ق	۲۸	۹۵
ح	۳۰	۴۶	ک	۵۰	۹۸
خ	۳۰	۴۹	گ	۳۰	۱۰۳
د	۴۰	۵۲	ل	۴۰	۱۰۶
ڈ	۲۸	۵۶	م	۵۰	۱۱۰
ذ	۲۰	۵۹	ن	۱۰۰	۱۱۵
ر	۵۹	۶۱	و	۵۰	۱۲۵
ز	۴۰	۶۷	ہ	۵۰	۱۳۰
س	۴۰	۷۱	ی	۱۲۰	۱۳۵
ش	۳۰	۷۵			

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج سے تقریباً چار سال قبل میرے ایک کرم فرمانے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ :۔
"بیت بازی کے لیے اگر ایک ایسا مجموعہ تیار ہوجائے جو معیاری اشعار پر مشتمل ہو تو یہ ادب کی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی کیونکہ بازار میں عام طور پر ایسے مجموعے دستیاب ہیں جو غیرمعیاری اشعار سے بھرے ہوئے ہیں، اس سے عوام کا ادبی ذوق بجائے بلند ہونے کے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے ۔"

اس خواہش کے پیش نظر معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ اشعار کے انتخاب میں کیوں نہ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ :

(۱) ہر شعر ایک پیغام کا حامل ہو ۔
(۲) اس کے ذریعے کوئی نہ کوئی اخلاقی تعلیم دی گئی ہو ۔
(۳) اس سے کوئی ایسی نصیحت ملے جو زندگی کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو ۔
(۴) اِن سب خصوصیات کے باوجود شعر اپنی شعریت سے عاری نہ ہو اور روکھا پھیکا وعظ نہ بننے پائے بلکہ اس میں شاعرانہ چاشنی برقرار رہے ۔

اس خیال کو ذہن میں لے کر میں نے کام کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلے میں نے اساتذہ کے دواوین کا مطالعہ شروع کیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اِن مجموعوں میں حسن و عشق کی وارداتوں، گل و بلبل کی داستانوں، ساغر و مینا کے تذکروں، رقیبِ روسیاہ کی ریشہ دوانیوں اور ہجر و وصال کی رودادوں کے سوا کچھ نہ ملا ــــ مہینوں کی یہ محنت "کوہ کندن وکاہ برآوردن" کے مصداق ثابت ہوئی ــــ البتہ ــــ دورِ متأخرین اور دورِ جدید کے شعراء

کے مجموعوں نے ــــ جو مجھے دستیاب ہو سکے ــــ بہت سہارا دیا۔ سچ پوچھیے تو یہ انتخاب انھیں کا مرہونِ منّت ہے۔ یہ کام بظاہر جتنا آسان دکھائی دے رہا تھا عملاً اس سے کہیں زیادہ مشکل ثابت ہوا۔ جتنی پِتّے ماری کرنی پڑی ہے اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اندازے سے کہیں زیادہ مدّت صَرف ہوئی۔ لیکن اس بات کی خوشی ہے کہ ایک ایسا انتخاب مرتّب ہو گیا جو ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی نظیر آپ ہوگا۔

کوشش تو یہی کی گئی ہے کہ مذکورۂ بالا مقاصد اور خصوصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ انتخاب سب کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہر شخص کی پسند اور اس کا انتخاب دوسروں سے جداگانہ ہوتا ہے اور یہ مجموعہ میری پسند اور میرے انتخاب کا شاہکار ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض اصحابِ ذوق کو میرا یہ انتخاب پسند نہ آئے۔ اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ "نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی"۔

آخر میں یہ عرض کر دوں کہ جن اشعار کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس کے ہیں اُن کے سامنے شاعر کے نام کی جگہ (نا معلوم) لکھ دیا گیا ہے۔ اگر کسی کو پورے وثوق کے ساتھ شاعر کا نام معلوم ہو تو براہِ مہربانی وہ مجھے مطلع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں میں اُن کا ممنون ہوں گا۔

عرفان خلیلی

مرکزی درس گاہ اسلامی۔ رامپور (یو پی)

الف

اَپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند — اقبالؔ

اَے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول — اقبالؔ

اُس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف — اقبالؔ

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات — اقبالؔ

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملّا کی اذاں اَور، مجاہد کی اذاں اَور — اقبالؔ

آئینِ جواں مرداں، حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی — اقبالؔ

اَے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی — اقبالؔ

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ مُلوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جَم — اقبالؔ

اٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گُل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری — اقبالؔ

اَپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن — اقبالؔ

آپ سے ہم سے بنی ہے نہ بنے
آپ نے خشکی کو تری کہتے ہیں
حیرت شملوی

اُنھیں یہ فکر ستاروں سے دور جانہ سکے
ہمیں یہ شرم زمیں کو زمیں بنانہ سکے
شفیق جونپوری

آدمی کے پاس سب کچھ ہے مگر
ایک تنہا آدمیت ہی نہیں
جگر مرادآبادی

اسی اک جرم پر اَغیار میں برپا قیامت ہے
کہ ہم بیدار ہیں اور اپنا مستقبل سمجھتے ہیں
جگر مرادآبادی

اٹھو اَے نوجوانانِ چمن ! وقتِ ترنم ہے
ستارے سو گئے، شبنم کہانی کہہ چکی اپنی
شفیق جونپوری

آپ ! اور یہ کرم، یہ تواضع
آسماں کیوں زمیں بن گیا ہے
ماہر القادری

اب موسمِ گل یاد، نہ گلشن کی فضا یاد
اس طرح قفس میں رہے، کچھ بھی نہ رہا یاد
ماہر القادری

اب یہ محسوس ہو چلا ہے جگر
موت ہے زندگی کی تنہائی
جگر مرادآبادی

ابھی سے راہ رووں کو گلہ ہے کانٹوں کا
ابھی تو چند قدم میرے ساتھ آئے ہیں
عامر عثمانی

اب تو وہ جو بھی سزا دے وہ رَوا ہے یارو
میں نے صیّاد کو صیّاد کہا ہے یارو
عامر عثمانی

اُف یہ نیرنگیٔ تقدیر بھی کیا ہے یارو
آ کے ساحل پہ کوئی ڈوب رہا ہے یارو
عامرؔ عثمانی

آزمائش میں اَے دِل سخت ہی سہی لیکن
یہ نصیب کیا کم ہے، کوئی آزماتا ہے
عامرؔ عثمانی

اپنی قبر میں تنہا آج تک گیا ہے کون
دفترِ عمل عامرؔ ساتھ ساتھ جاتا ہے
عامرؔ عثمانی

اُس سے اَے بندۂ خود دار تنزّل بہتر
وہ ترقی جو عطائے دِگراں ہوتی ہے
عامرؔ عثمانی

اَے عصرِ رواں تیرا جہاں روشن و تاباں
سب کچھ یہاں دیکھا، مگر انساں نہیں دیکھا
نامعلوم

اے خاک کے پُتلے! تجھے ادراک نہیں ہے
کچھ اور بھی ہے تجھ میں فقط خاک نہیں ہے
سیمابؔ اکبرآبادی

آبرو شرط ہے انساں کے لیے دنیا میں
نہ رہی آب جو باقی، تو ہے گوہر پتّھر
امیرؔ مینائی

اُن راستوں پہ بچھ گئے گلہائے زندگی
جن راستوں سے اہلِ جنوں دار تک گئے
واحدؔ پریمی

اَے شوقِ راہِ یار میں لے تو چلا ہے تو،
جادے سے پڑنے پائے نہ نقشِ قدم غلط
آتشؔ لکھنوی

اب کھل کے کہو بات تو کچھ بات بنے گی
یہ دَورِ اِشارات وکنایات نہیں ہے
حفیظؔ میرٹھی

احباب سے کہدو! ذرا دامن کو بچائیں
میں ڈوب رہا ہوں، مرے نزدیک نہ آئیں — حفیظ میرٹھی

اب قدم اہلِ جنوں ہی کو اٹھانا ہوگا!
ہوش والوں میں تو یہ حوصلہ کم ہوتا ہے — حفیظ میرٹھی

آدمی نے کب آنکھ کھولی ہے
آہ! جب مٹ مٹا گئی دنیا — حفیظ میرٹھی

اِس فریبِ سکون و راحت پر
اِتنا ہنسئے کہ آنکھ تر ہو جائے — حفیظ میرٹھی

امتحاں کے لیے جفا کب تک
التفاتِ ستم نما کب تک — مومن

اِک بار زندگی جو ملی بے رُخی کے ساتھ
دیکھا نہ پھر کسی نے ہمیں زندگی کے ساتھ — حفیظ میرٹھی

اپنے دامن کے لیے خار چُنے خود ہم نے
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے — حفیظ میرٹھی

ابھی کیا ہے کل اِک اِک بوند کو ترسے گا میخانہ
جو اہلِ ظرف کے ہاتھوں میں پیمانے نہیں آئے — حفیظ میرٹھی

ایک ٹھوکر کی حقیقت کچھ نہیں یوں تو مگر
کھول دے آنکھیں تو ساری عمر کا حاصل کہیں — حفیظ میرٹھی

آنسوؤں سے کیا بجھے گی دوستو دل کی لگی؟؟
اور بھی پانی کی چھینٹوں سے بھڑک جاتی ہے آگ — حفیظ میرٹھی

اے صاحبِ عروج! تو بامِ عروج سے
سورج کے ڈوبنے کا نظارا نہ کیجیو!! — حفیظ میرٹھی

اِک طرف موت ہے، اک سمت ہے توہینِ حیات
ہاں! تو پھر فیصلۂ سود و زیاں ہو جاتا — حفیظ میرٹھی

اُسی کی راہ میں آنکھیں بچھائیگی منزل
وہ عزم جو نہیں محتاجِ ہمّت افزائی — حفیظ میرٹھی

اس لیے گر گئے نظروں سے تری
ہم ترے حاشیہ بردار نہ تھے — حفیظ میرٹھی

اِن اہلِ علم و دانش کے ناقص ہیں سارے منصوبے
انساں کو بنانے والا ہی انساں کے مسائل جانے ہے — حفیظ میرٹھی

آدمی ہیں مگر خدا کی قسم
آدمیت سے دور ہیں کچھ لوگ — دِوا کر راہی

اگر موجیں ڈبو دیتیں تو کچھ تسکین ہو جاتی
کناروں نے ڈبویا ہے مجھے اس بات کا غم ہے — دِوا کر راہی

اس سے پہلے کہ لوگ پہچانیں
خود کو پہچان لو، تو بہتر ہے — دِوا کر راہی

اُس آنکھ سے تم خود کو کس طرح بچاؤ گے
جو آنکھ پسِ پردہ بھی دیکھنے والی ہے — دِوا کر راہی

اِس کارِ نمایاں کے شاہد ہیں چمن والے
گلشن میں بہاروں کو لائے تھے ہمیں پہلے — عنوان چشتی

آپ سے چوک ہو گئی شاید
آپ اور مجھ پہ مہرباں، کیا خوب — عنوانؔ چشتی

اتنا نہ اپنے جامے سے باہر نکل کے چل
دنیا ہے چل چلاؤ کا رستہ، سنبھل کے چل — شاہ ظفرؔ

اس جبر پر تو ذوقؔ بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے — ذوقؔ دہلوی

آدمیت اور شئے ہے، علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا، پر وہ حیواں ہی رہا — ذوقؔ دہلوی

اے دردؔ کہوں کس سے بتا رازِ محبت
عالم میں سخن چینی ہے یا طعنہ زنی ہے — میر دردؔ

الٰہی خیر میرے کارواں کی
جسے دیکھو امیرِ کارواں ہے — بسملؔ شاہجہانپوری

اس کے لیے ہی آج چمن میں جگہ نہیں
جس نے گلوں کا رنگ نکھارا ہے ساتھیو — فضلؔ قریشی

اگر تم شاد رہنا چاہتے ہو!
کسی کی بھی دل آزاری نہ کرنا — رئیسؔ رامپوری

آدمی کی فراست کی پہچان ہے
وقت پر فیصلہ، وقت پر سوچنا — رئیسؔ رامپوری

اِن کناروں کی زندگی دیکھو
ساتھ رہتے ہیں، مل نہیں سکتے — نکہتؔ گلرخ

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشیدِ مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا کام بنے
ابوالمجاہد زاہدؔ

امتحاں گاہ ہے یہ عرصۂ گیتی زاہدؔ
امتحاں ہی میں یہاں عمر گزر جاتی ہے
ابوالمجاہد زاہدؔ

آگ کا یہ رقص، یہ پھولوں کے جلتے پیرہن
تم گلستاں اس کو کہتے ہو؟ گلستاں ہی سہی
ابوالمجاہد زاہدؔ

اُس کا کردار ہی خود وجہِ کشش ہوتا ہے
اور خوبی نہ سہی صاحبِ کردار کے پاس
ابوالمجاہد زاہدؔ

آ اِدھر! اے مرے کردار پہ ہنسنے والے!
تیرے ماتھے کی سیاہی تو مٹا دی جائے
ابوالمجاہد زاہدؔ

اُس زندگی پہ موت کو ترجیح دیجیے!
جس زندگی میں عزم نہ ہو، حوصلہ نہ ہو
ابوالمجاہد زاہدؔ

اپنی تو وہ مثال ہے جیسے کوئی درخت
دُنیا کو چھاؤں بخش کے خود دھوپ میں جلے
نامعلوم

اِس جہاں میں کب کسی کا دَرد اپناتے ہیں لوگ
رُخ ہوا کا دیکھ کر، اکثر بدل جاتے ہیں لوگ
نامعلوم

اَے شمع! تجھ پہ رات یہ بھاری ہے جس طرح
ہم نے تمام عمر گزاری ہے اِس طرح
ناطقؔ لکھنوی

اِک بوند تھی لہو کی، سرِ دار تو گری
یہ بھی بہت ہے، خوف کی دیوار تو گری
احمد فرازؔ

ابھی سے شکوۂ پست و بلند ہم سفرو!
ابھی تو راہ بہت صاف ہے، ابھی کیا ہے — رئیس امروہوی

اندھیری رات، تھکی ہمتیں، گراں منزل
سلامتی کی دعا مانگ کارواں کے لیے — نہال سیوہاروی

اُسے بھی دیکھ لو منزل کے دیکھنے والو!
شکستہ پا جو غریب الدیار راہ میں ہے — عزیز لکھنوی

آ رہی ہے چاہِ یوسف سے صدا،
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت — حالی

اُٹھے اگر تو مر کے اٹھیں گے یہاں سے ہم
یہ عہد کر چکے ہیں ترے آستاں سے ہم — عروج زیدی

اس حقیقت کو خدارا نظر انداز نہ کر
سرد ہو جاتا ہے وہ شعلہ جو بیباک نہ ہو — امین حزیں

انساں کو چاہیے نہ کسی پر گراں رہے
مثلِ نسیم رونقِ باغِ جہاں رہے! — ملک نصر اللہ خاں عزیز

اے ضیاؔ! ماں باپ کے سائے کی ناقدری نہ کر
دھوپ کاٹے گی بہت جب یہ شجر کٹ جائے گا — ادریس ضیاؔ

انھیں کے اشک مجھے پونچھنا پڑے آخر
جو میرے حالِ پریشاں پہ مسکرائے تھے — ادریس ضیاؔ

ایک لمحہ کی کج نگاہی سے
زندگانی کے دائرے بدلے — ظہیر تاج

اپنا سمجھ رہے ہو ہر اک شخص کو مگر
یہ شہرِ بے وفا ہے میاں! دیکھ کر چلو
جمالؔ قریشی

اک شور ہے فضا میں کہ آئی ہے صبحِ نَو
کہتا ہے دل مگر یہ ہماری سحر نہیں
فرازؔ سلطانپوری

آپ نے تیر لگایا تو کوئی بات نہ تھی
زخم میں نے جو دِکھایا، تو بُرا مان گئے
حمیدؔ عظیم آبادی

اگر پھولوں کی خواہش ہے تو سُن لو
کسی کی راہ میں کانٹے نہ رکھنا
تابشؔ مہدی

اپنا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے
پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے
تابشؔ مہدی

ایک منزل، ایک جادہ، ایک میرِ کارواں
اس سے ہٹ کر زندگی کی ہر ڈگر نامعتبر
عزیزؔ بگھروی

اُسی شخص کو میں نے انسان جانا
کہ احسان کر کے نہ احسان جانا
اثرؔ لکھنوی

اِس شان سے مسافر منزل کو جارہے ہیں
چھالے قدم قدم پر آنکھیں بچھا رہے ہیں
اثرؔ لکھنوی

اس کو ناقدریٔ عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا
چکبستؔ

اس جہاں میں تو اپنا سایہ بھی
روشنی ہو تو ساتھ چلتا ہے
حمایت علی شاعرؔ

آج بھی اہلِ وفا کے ساتھ ہوتا ہے وہی
مصر میں جو کل ہوا تھا یوسفِ کنعاں کے ساتھ — لیث قریشی

اس بات پہ معتوب ہوں محفل میں کہ میں نے
محفل کے ہر اک شخص کو پہچان لیا ہے — لیث قریشی

اِس دَور کا انسان سمجھتا ہے کہ دنیا
آغاز ہی آغاز ہے انجام نہیں ہے — لیث قریشی

آدمیت ہے تو بنیاد ہے ہر خوبی کی
ہو نہ یہ بھی تو دھرا کیا ہے پھر انسان کے پاس — محمد علی جوہر

اتنی ہی دشوار اپنے عیب کی پہچان ہے،
جس قدر کرنی ملامت اور کو آسان ہے — حالی

آج کچھ مہربان ہے صیاد
کیا نشیمن بھی ہو گیا بَرباد — اثر لکھنوی

اُن گُلوں سے تو کانٹے ہی اچھے
جن سے ہوتی ہو توہینِ گلشن! — فنا کانپوری

آج یہ کیا ہے کہ تاثیر نے رُخ بدلا ہے
میرا افسانہ ہے اور دیدۂ نم آپ کے ہیں — عزیز سلونی

اس مصلحت پرست کو جینے کا حق نہیں
جس کو زباں ملی ہو، مگر بے زباں رہے — رشید کوثر فاروقی

اَوروں سے جو دُکھڑا روئے کوئی، غیبت کا ٹھہرتا ہے ملزم
اَحباب کے منہ پر شکوہ کرے تو اَور بُرا بَن جاتا ہے — رشید کوثر فاروقی

ایک ہی خاک سے انسان ہوئے ہیں پیدا
ایک ہی خون ہے، پھر خون بہاتے کیوں ہو — مشیر جھنجھانوی

اُس آدمی کو کہاں گم کیا جو انساں تھا؟
شعورِ نَو سے ذرا یہ سوال پوچھو تو —! — نیاز بھوپالی

اِنہی پتھروں پہ چل کر اگر آسکو تو آؤ
مِرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے — شکیل بدایونی

آپ کیا پوچھتے ہیں قیمتِ خودداریٔ دِل
ساری دنیا کی بھی دولت مجھے منظور نہیں — جوش ملسیانی

اب فقط چہروں پہ رہتی ہے زمانے کی نظر
اب کسی شخص کے جوہر نہیں دیکھے جاتے — عزیز نگھروی

اُس اک مرکزِ دین و دنیا سے ہٹ کر
نہ تیرا ٹھکانہ، نہ میرا ٹھکانہ — حفیظ میرٹھی

آپ کے لہجے سے پندار کی بو آتی ہے
سرپرستوں کی طرح حال نہ پوچھا کیجے — اقبال عظیم

آدمی تو مِلے زندگی میں بہت
دِل تڑپتا رہا آدمی کے لئے — تابش مہدی

اچھا یقیں نہیں ہے تو کشتی ڈبو کے دیکھ
اک تو ہی ناخدا نہیں ظالم، خدا بھی ہے — فانی بدایونی

آج کی بدحال دنیا کے بھی دِن پھر جائیں گے
اَے مؤرخ! ہم اگر تاریخ دہرانے اُٹھے — حفیظ میرٹھی

اب آرزو اِس پھلواری میں بسنے کا سہارا کوئی نہیں
دو سو کھے تنکے لا کے رکھو، تو وہ بھی جلائے جاتے ہیں — آرزو لکھنوی

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہلِ دِل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا — جگر مرادآبادی

انصاف ہے کہ حکمِ عقوبت سے پیشتر
اِک بار سوئے دامنِ یوسف بھی دیکھیے — فیض

اک نیا روز بدلتی ہے لباس
پیرہن رکھتی ہے دنیا کتنے — شاعر لکھنوی

اپنی زباں تو بند ہے تم خود ہی سوچ لو
پڑتا نہیں ہے یوں ہی ستمگر کسی کا نام — قتیل شفائی

آب و ہوا یہی ہے چمن کی تو ایک دن
اپنی ہی ٹہنیوں سے شجر خوف کھائیں گے — قتیل شفائی

اِدھر نہ دیکھ، اُدھر دیکھ اے جوانِ عزیز
بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوّارہ — اقبال

اگر منظور ہو تجھ کو خزاں ناآشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے پہلے قطعِ آرزو کرلے — اقبال

آندھیو! جاؤ اب کرو آرام
ہم خود اپنا دیا بجھا بیٹھے — خمار بارہ بنکوی

اب لوگوں سے ملتے ہوئے گھبرانے لگا ہوں
پوچھے ہے کوئی حال، تو طعنہ سا لگے ہے — عزیز نہٹوری

ب

بدلنے والے زمانے کو خود بدلتے ہیں
زمانہ خود کو بدلتا نہیں کسی کے لیے — زکی زاکانی

بہارِ لالہ و گل سے نہ مجھ کو بہلاؤ
میں جانتا ہوں یہ سُرخی مرے لہو کی ہے — زکی زاکانی

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے — اقبال

بنائیں کیا سمجھ کر شاخِ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ کیا رہنا، جو ہو بے آبرو رہنا — اقبال

باطل جو صداقت سے الجھتا ہے تو الجھے
ذرّوں سے یہ خورشید چھپا ہے نہ چھُپے گا — ماہر القادری

برائی نہ چاہے، بُروں سے نباہے
اگر ہے تو دنیا میں مشکل یہی ہے — داغ

بشر کو چاہیے پاسِ دلِ بشر رکھے
کسی کا ہو کے رہے یا کسی کو کر رکھے — راسخ

بھائی سے بھائی کے کچھ تقاضے بھی ہیں
صحن کے بیچ دیوار اپنی جگہ! — نواز دیوبندی

بس عقل کی بحثوں میں الجھے رہے فرزانے
پہنچے تو سرِ منزل پہنچے ترے دیوانے — ابوالمجاہد زاہد

بھڑکی ہوئی ہے آتشِ نمرود چار سُو
کوئی خلیل ہے ارے کوئی خلیل ہے — ابوالمجاہد زاہد

باہمہ ذوقِ آگہی ہائے رے پستیٔ بشر
سارے جہاں کا جائزہ، اپنے جہاں سے بے خبر — جگرؔ مرادآبادی

بہت حسین سہی صحبتیں گلوں کی مگر
وہ زندگی ہے جو کانٹوں کے درمیاں گزرے — جگرؔ مرادآبادی

بشر کی یہ پستی! ارے توبہ توبہ!!
زمانے کا آقا، غلامِ زمانہ — جگرؔ مرادآبادی

بھری بہار میں تاراجیٔ چمن مت پوچھ!
خدا کرے نہ پھر آنکھوں سے وہ سماں گزرے — جگرؔ مرادآبادی

بہت مل جائیں گے ساتھی سفر کے
جو اپنے آپ کو تیار کرلوں — احقرؔ

بنو خود شمعِ منزل، راہِ منزل، رہبرِ منزل
کہ کوئی مرحلہ خالی نہیں ملتا ہے رہزن سے — احقرؔ

بہت چراغ نئے فکر نے جلائے ہیں
مگر خلوص و وفا کے دیے بجھائے ہیں — عامرؔ عثمانی

بے نور دھندلکے کو سویرا نہیں کہتے
ڈوبے ہوئے تاروں کا سحر نام نہیں ہے — ماہرؔ القادری

بے مہریاں بڑھی ہیں زمانے کی جس قدر
اتنی ہی یاد آتی ہیں ان کی نوازشات — حفیظؔ میرٹھی

بربادیاں بھی عشق میں بے فائدہ نہیں
اب آس پاس اہلِ ہوس کا پتا نہیں — حفیظؔ میرٹھی

بہت مسرور ہیں وہ چھین کر دِل کا سکوں عنواںؔ
ہجومِ غم میں بھی مجھ کو ہنسی آئی تو کیا ہو گا — عنوانؔ چشتی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی — اقبالؔ

برس کتنے گزرے یہ کہتے ہوئے
کہ کچھ کام کرلیں گے اب کے برس — وحشتؔ کلکتوی

بے خوفِ غیر دِل کی اگر ترجماں نہ ہو
بہتر ہے اس سے یہ کہ سرے سے زباں نہ ہو — محمد علی جوہرؔ

بہار آئی ہے اور آتی رہے گی
مگر وہ پھول جو مُرجھا گئے ہیں — جلیلؔ نعمانی

بدتر ہے موت سے بھی غلامی کی زندگی
مَر جائیو مگر یہ گوارا نہ کیجیو ! — حفیظؔ میرٹھی

بات منصب سے نہ دولت سے بنی
کیونکہ ہم صاحبِ کردار نہ تھے — حفیظؔ میرٹھی

بُھر نہ آئے جو کسی کی بے کسی پر اے حفیظؔ
اس کو کیسے آنکھ کہہ دیں، اس کو کیسے دِل کہیں — حفیظؔ میرٹھی

بڑے اَدب سے غرورِ ستمگراں بولا
جب انقلاب کے لہجے میں بے زباں بولا — حفیظؔ میرٹھی

بلند عزم اگر ہے تو سا تھیو تم کو
کبھی حوادثِ دوراں کچل نہیں سکتے — غافلؔ کرنالی

بس اِسی پر ہے بر رسم زمانہ عزیز
اُس کی تصویر اُس کو دِکھا دی گئی — عزیز بگھروی

بے حِسوں کو عذابِ الٰہی بھی کم
دیدہ ور کے لیے ایک ٹھوکر بہت — عزیز بگھروی

بال و پَر کے لیے ہر بلندی نشیب
ہر زمیں آسماں بے پری کے لیے — عزیز بگھروی

بھٹکتے ہی رہے اپنی جبینِ شوق لیے
وہ بدنصیب جنھیں تیرا سنگِ در نہ مِلا — فراز سلطانپوری

بے غرض پُرسش پہ بھی ہوتی ہیں اَب سرگوشیاں
اس زمانے میں خُلوصِ واقعی بھی جُرم ہے — اقبال عظیم

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مِرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتّے ہوا دینے لگے — ثاقب لکھنوی

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں بَرق و شرر سے مِلے ہوئے — ساغر صدیقی

بات کرتے ہیں اہلِ دنیا کی
آپ کا تو گِلہ نہیں کرتے — عدم

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا — غالب

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں — غالب

باتیں ہزار سچ ہوں مگر پھر بھی احتیاط
آہستہ گفتگو، کہ زمانہ خراب ہے
لیث قریشی

بشر پہلو میں دِل رکھتا ہے جب تک
اُسے دُنیا کا غم کھانا پڑے گا
حالی

برق و شرر سے کہہ دے یہ کوئی
شعلوں سے ہم بھی کھیلے ہیں اکثر
حبیب احمد

بغض و نفرت کی ہر اک سمت گھٹا ہو پھر بھی
شمع ہر گام پہ اُلفت کی جلائے رکھیے
کمال جعفری

بات حق ہے تو پھر قبول کرو!
یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے
دِواکر راہی

باغباں کیسی بہار آئی ہے، کیا عالم ہے
نظر آتے ہیں چمن میں خس و خاشاک ہنوز
آتش لکھنوی

بہاریں کیوں چمن سے ہیں گریزاں
ذرا سوچیں یہ اربابِ گلستاں
طاہر تلہری

بیچ کر حسنِ چمن شانِ چمن کہلاؤں
دینے والے مجھے ایسا کوئی اعزاز نہ دے
قتیل شفائی

بہت ہی کم ہیں زمانے میں وہ بشر راہی
جو حق کی بات سُنیں اور اُسے پسند کریں
دِواکر راہی

بات کرنے کا سلیقہ چاہیے
پھر جو کہنا ہے وہ کہنا چاہیے!
دواکر راہی

پ

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تُو جھکا جب غیر کے آگے، نہ تن تیرا نہ من — اقبالؔ

پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر — اقبالؔ

پرواز ہے دونوں کی اِسی ایک فضا میں
شاہیں کا جہاں اور ہے، کرگس کا جہاں اور — اقبالؔ

پھیلے ہیں ہم رنگِ محبت
حرص و ہوس کے جال، نہ پوچھو — ابوالمجاہد زاہدؔ

پھر بھی کانٹوں کو کب آتا ہے ہنر ہنسنے کا
عمر ہنستے ہوئے پھولوں میں گزر جاتی ہے — ابوالمجاہد زاہدؔ

پروانہ ہے خود اپنی جگہ شعلۂ بیتاب
اور شمع کا یہ حال، جلایا تو جلی ہے — ماہرؔ القادری

پروانے آ ہی جائیں گے کھنچ کر بہ جبرِ عشق
محفل میں صرف شمع جلانے کی دیر ہے — ماہرؔ القادری

پروانے کی بساط ہی کیا تھی، فنا ہوا
دیکھا تو شمع بھی نہ رہی اپنے حال میں — شادؔ عظیم آبادی

پھول بھی جو ہنستے ہیں دِل دھڑکنے لگتا ہے
کھائے ہیں فریب اتنے، اب ہنسی سے ڈرتے ہیں — خمارؔ بارہ بنکوی

پَروں کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لے کے میں اُڑ جاؤں گا کہاں صیاد — رندؔ لکھنوی

پھولوں کو تو سرِ خوب چڑھاتا ہے زمانہ
ہے کوئی جو کانٹوں کو بھی سینے سے لگا لے
حفیظؔ میرٹھی

پَروانوں کا تو حشر جو ہونا تھا ہو چُکا
گزری ہے رات شمع پہ کیا، دیکھتے چلیں
حفیظؔ میرٹھی

پھر آنکھیں بھی تو دی ہیں کہ رکھ دیکھ کر قدم
کہتا ہے کون تجھ کو نہ چل، چل سنبھل کے چل
بہادر شاہ ظفرؔ

پناہ بھی نہ ملے گی فلک کو یاد رہے
لیا جو خاک نشینوں نے انتقام کبھی
شفیقؔ جونپوری

پکارا جب کبھی میں نے خوشی منہ بھر کر بولی
کہ تیرے شہر میں انسان کا انسان دشمن ہے
شفیقؔ جونپوری

پھٹے خیموں سے، ٹوٹی کشتیوں سے، رہ گزاروں سے
دیے ہیں زندگی کو آفتابِ زندگی ہم نے
احسانؔ دانش

پوچھنا کیا، چشمِ بینا ہو تو دیکھ!!
دل کے ہر ذرّے میں ہیں لاکھ آفتاب
جگرؔ مرادآبادی

پہلے آپ اپنا دِل آئینہ کیجیے
پھر کسی سے امیدِ وفا کیجیے!
تابشؔ مہدی

پھر نہیں ہوتی پذیرائی کہیں اس کی عزیزؔ
اُن کے دَر سے اُٹھ کے ہو جاتا ہے سَر نامعتبر
عزیزؔ بگھروی

پیدا کیا گیا ہوں، مٹایا بھی جاؤں گا
میرا وجود میرے عدم کی دلیل ہے
عزیزؔ بگھروی

پرواز کی طاقت رہے صیاد سلامت
پر نوچ بھی ڈالے گا تو ہو جائیں گے پَر اور — عارفؔ

پیامِ دل سُنانا ہے خطا، دَورِ ترقی میں
کہ ہے اب قید سے حق کو رہا کرنے پہ پابندی — فرازؔ سلطانپوری

پہلے خود جادۂ ایثار و وفا پر چلیے
امتحاں لیجیے پھر میری وَفاداری کا — دواگر راہیؔ

پھول کانٹوں پہ اگر ہنستے رہیں گے راہیؔ
اِک نہ اِک روز گلستاں میں بغاوت ہوگی — دواکر راہیؔ

پیکرِ دانش و حکمت تو بہت سے آئے
پر کسی نے غمِ ہستی کا مداوا نہ کیا — لیثؔ قریشی

پھول مصروفِ تبسّم تھے، صبا محوِ خرام
کوئی گلشن میں شریکِ گریۂ شبنم نہ تھا — لیثؔ قریشی

"پَتّا بھی نہیں ہلتا بغیر اس کی رضا کے"
پھر کس لیے اندیشۂ حالات کرے ہو — محمد خاں کلیمؔ

پُرانے وقت میں بھی دشمنی تھی
مگر ماحول زہریلا نہیں تھا — اظہرؔ عنایتی

پھر اختتام ہے نمرود کی خدائی کا
پھر اُس نے تیر چلائے ہیں آسماں کی طرف — نظرؔ زیدی

پکارتے رہے محفوظ کشتیوں والے
میں ڈوبتا ہوا دَریا کے پار اتر بھی گیا — احمد فرازؔ

تارا ٹوٹتے دیکھا سب نے، یہ نہیں دیکھا ایک نے بھی
کس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا، کس کا سہارا ٹوٹا ہے — آرزو لکھنوی

تپاؤ دل کو کہ بن جائے زندگی کندن
رہے رہے نہ رہے صبح تک یہ شام کی آنچ — اطہر عباسی

تنہائیوں میں بھی ہمیں محسوس یہ ہوا
جیسے ہو کوئی پاس ہمارے یہیں کہیں! — فراز سلطانپوری

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا — مومن

تجھے اپنے غم سے مطلب، مجھے غم ہے دوسروں کا
ترے سامنے نشیمن، مرے سامنے چمن ہے — ماہر القادری

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں — شاد عظیم آبادی

تو اِسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوِداں، پیہم دَواں، ہر دم جواں ہے زندگی — اقبال

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ — اقبال

تری خوشی سے اگر غم میں بھی خوشی نہ ہوئی
یہ زندگی تو محبت کی زندگی نہ ہوئی ــــ! — جگر مرادآبادی

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے — محمد علی جوہر

تھام لے موت کا دامن، کہ رہِ مقصد سے
زندگی مشورہ دیتی ہے بھٹک جانے کا — الطافؔ

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر — اقبالؔ

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند — اقبالؔ

تیرگیٔ جہل میں جس نے جلائے تھے چراغ
اب کہاں وہ آدمی ہے اور وہ شانِ زندگی — دِوا کر راہیؔ

تری نگاہ سے محروم قافلے دیکھے
تمام عمر چلے اور راستہ نہ ملا — نعیمؔ صدیقی

تجھے تو کیا ترے جلوؤں کی ضَو بھی پا نہ سکے
جو زندگی کو تری راہ میں لُٹا نہ سکے — عامرؔ عثمانی

تم جفاؤں پہ نادم نہ ہونا
یہ حسابِ دلِ دوستاں ہے — ماہرؔ القادری

تنقید صرف غیروں پہ کرنا بجا نہیں
یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں — تاباںؔ جونپوری

تجھ سے کٹ کر کوئی دیکھے تو کہاں پہنچا ہوں
جیسے ندی میں کوئی سنگِ رواں آوارہ — یوسفؔ ظفر

تقریر سے ممکن ہے نہ تحریر سے ممکن
وہ کام جو انسان کا کردار کرے ہے — حفیظؔ میرٹھی

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جُرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مُفاجات — اقبالؔ

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا!
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے — اقبالؔ

تو سامنے نہیں ہے نہ ہو، رہبرِ حیات
لیکن تری بتائی ہوئی رہ گزر تو ہے — دِواکر راہیؔ

تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آیا
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے — شفیقؔ جونپوری

تم کو ہے فکرِ تن آسانی اثرؔ
زندگی قربانیوں کا نام ہے — اثرؔ لکھنوی

تڑپ کے شانِ کریمی نے لے لیا بوسہ
کہا جو سر کو جھکا کر "گناہ گار ہوں میں" — اقبالؔ

تھی کسی دَرماندہ رَہرَو کی صدائے درد ناک
جس کو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں — اقبالؔ

تسخیرِ مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں، تو کہیں روشنی نہیں — جگرؔ مرادآبادی

تمام عمر اِسی سوچ میں گنوا بیٹھا
کہ زندگی جو ملی ہے تو کوئی کام کروں — ابوالمجاہد زاہدؔ

تمام عمر گزاری ہوس کے سائے میں
اَجَل کا وقت جو آیا تو ہم نے ہاتھ مَلے — عامرؔ عثمانی

تہذیبِ نَو کے عہد میں، انسانیت کے ساتھ
انساں نے کیا سلوک کیا، دیکھتے چلیں — حفیظؔ میرٹھی

تیر باقی ہیں کیا ترکشوں میں ابھی
جو ہمیں زندگی کی دُعا دی گئی — عزیزؔ بگھروی

تاریخ اپنے آپ کو دُہرائے گی ضرور
ظالم ترا سلوک، ترے روبرو نہ آئے — شادؔ عارفی

تفریقِ مِلَل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملّتِ آدم — اقبالؔ

تمام عمر کیا ہم نے انتظارِ بہار
بہار آئی تو شرمندہ ہیں بہار سے ہم — حفیظؔ ہوشیارپوری

تیری تصویر میں کیا رنگ بھروں
مجھ سے اپنی ہی نہ تصویر بنی — ابوالمجاہد زاہدؔ

تو طیر ابابیل سے ہرگز نہیں کمزور
بیچارگی پہ اپنی نہ جا، شانِ خدا دیکھ — محمد علی جوہرؔ

تاج و ایوان کو ہے طیش کہ "حق گوئی کیوں"
یوں! کہ اس دَور میں فطرت کی زباں ہیں ہم لوگ — رشید کوثرؔ فاروقی

تو بچا بچا کے نہ رکھ اِسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں — اقبالؔ

تجھے بھی ڈر ہے کسی کا تو دوُر سے پڑھ لے
لکھی ہوئی ہے دلوں کی پکار چہروں پر — قتیلؔ شفائی

تابہ کے جذبِ کلیمانہ رہے گا خاموش
شیطنت در پئے آزار رہے گی کب تک
سلیمان آصف

تم نے ہنستے مجھے دیکھا ہے، تمہیں کیا معلوم
کرنی پڑتی ہے ادا کتنی ہنسی کی قیمت
رئیس رامپوری

تمام شہر میں کیا ایک بھی نہیں منصور
کہیں گے کیا رسن و دار، آؤ سچ بولیں
قتیل شفائی

تنگ آجاتے ہیں جب ظلمتِ ماحول سے ہم
اپنے ماضی ہی کی یادوں کے جلاتے ہیں چراغ
اقبال رامپوری

تم کو ہمارے حال کی ہے جسقدر خبر
اتنی ہمارے حال کی ہم کو خبر نہیں!
ملک نصر اللہ خاں عزیز

تری زندگی اِسی سے، تری آبرو اِسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو رو سیاہی
اقبال

تم پوچھو اور میں نہ بتاؤں، ایسے تو حالات نہیں
ایک ذرا سا دل ٹوٹا ہے، اور تو کوئی بات نہیں
قتیل شفائی

تری خودی سے ہے روشن ترا حریم وجود
حیات کیا ہے؟ اسی کا سرور سوز و ثبات
اقبال

تیری تقدیر ہے سعئ پیہم!
بے نیازانہ تماشا کب تک
حبیب صدیقی

تاریکئ حیات کو جو دور کر سکے
ہم ایسی صبح کے ہیں طلبگار دوستو
واحد پریمی

ترے حضور یہ گردن جھکی تو ایسی جھکی
کسی کے سامنے پھر اس کے بعد خم نہ ہوئی — نعیم صدیقی

تا بہ کے صرف باتوں سے بہلاؤ گے
چارہ سازو! ہمیں اب دوا چاہیے — فیروز نظر

تبصرہ کیا پوچھتے ہو آج کے حالات پر
آج سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتا ہوں میں — جگن ناتھ آزاد

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت وہ سیارہ — اقبال

تم چلو اس کے ساتھ یا نہ چلو
پاؤں رکتے نہیں زمانے کے — ابوالمجاہد زاہد

ترے نام سے جس کو نسبت نہ ہوگی
وہ افسانہ ہوگا حقیقت نہ ہوگی — ماہر القادری

تالاب تو برسات میں ہو جاتے ہیں کم ظرف
باہر کبھی آپے سے سمندر نہیں ہوتا — اعجاز رحمانی

تاریکیوں کو در د ملے جب نہ روشنی
پھر علم کا چراغ جلانے سے فائدہ — درد لکھنوی

تم نے جو مجھ کو دیا ہے لے لو
میرا ماضی مجھے واپس کر دو — طاہر تلہری

تہدید روا، جور و ستم خیر، و لیکن
فریاد گراں، شکوہ غلط، آہ رسا جرم — یونس قنوجی

ط

ٹوٹے ہوئے مرقد بھی ذرا دیکھ لے چل کے
تنہائی میں نقشے نہ بنا تاج محل کے — یونس نشاط

ٹھوکر سے مرا پاؤں تو زخمی ہوا ضرور
رستے میں جو کھڑا تھا وہ کہسار ہٹ گیا — شکیب جلالی

ٹھوکریں کھا کے کہیں بیٹھ نہ جانا راہی
راہ کچھ اور ہے، منزل کا تصور کچھ اور — راہی

ٹوٹے گا طلسمِ شبِ تاریک نہ گھبرا
جادو ہے جگانے کو عروسِ سحر اپنا — احقر

ٹھہر ٹھہر! کہ بہت دل کشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکیٔ شمشیر — اقبال

ٹوٹ جائے نہ کہیں رشتۂ غم
بارِ غم حد سے گراں ہے یارو — ظہیر تاج

ٹک تو فرصت دے کہ رخصت ہو لیں اے صیاد ہم
مدتوں اس باغ کے سائے میں تھے آباد ہم — مظہر جان جاناں

ٹھہرے اگر تو منزلِ مقصود پھر کہاں
ساغر بکف گرے تو سنبھلنا نہ چاہیئے — اصغر گونڈوی

ٹوٹتا ہے کہ نہیں اب درِ زنداں اپنا
آج کچھ تند زمانے کی ہوا ہے تو سہی — آنند نرائن مُلّا

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل
یہی ہے فصلِ بہاری؟ یہی ہے بادِ مراد؟ — اقبال

ٹھہرا گیا ہے لا کے جو منزل میں عشق کی
کیا جانے رہنما تھا کہ رہزن تھا، کون تھا — شرفؔ

ٹینک آگے بڑھیں کہ پیچھے ہٹیں
کوکھ دھرتی کی بانجھ ہوتی ہے — ساحرؔ لدھیانوی

ٹوٹ کر دِل تو بنا بزمِ جہاں کی زینت
توڑنے والے ترے ہاتھ بھلا کیا آیا — زکیؔ زاکانی

ٹوٹنے کو ہے دِلِ وحشی یہ زنجیرِ ستم
اب سحر ہونے کو ہے، فصلِ بہار آنے کو ہے — فیروز نظرؔ

ٹھانی تھی دِل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم — مومنؔ

ٹک خبر لے کہ ہر گھڑی ہم کو
اب جُدائی بہت ستاتی ہے — میر دردؔ

ٹھکانہ ڈھونڈ اے مرغِ چمن خوش رنگ پھولوں میں
اگر تنکوں کو اپنا آشیاں سمجھا تو کیا سمجھا — جوشؔ ملسیانی

ٹوٹ کر ایک ستارے نے دِیا ہم کو سبق
روشنی راہ میں بن جاؤ زمانے کے لیے — نامعلوم

ٹوٹا تو ہوں مگر ابھی بکھرا نہیں فرازؔ
میرے بدن پہ جیسے شکستوں کا جال ہو — احمد فرازؔ

ٹھوکروں ہی سے تو ملتا ہے سُراغِ منزل
ظلمتوں ہی سے نمودار سحر ہوتی ہے — ماہرؔ القادری

ث

ثبات بحرِ جہاں میں نہیں کسی کو امیرؔ
اِدھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا
امیرؔ مینائی

ثبات پا نہ سکے گا کوئی نظامِ چمن
فسردہ غنچوں کو جس میں شگفتگی نہ مِلی
آنند نرائن مُلاؔ

ثبوتِ عظمتِ انسانیت ہیں
محمدؐ مصطفےٰ انسانِ کامل
حفیظؔ میرٹھی

ثابت ہوا یہ ہے ترا اندازِ مستقل
دل سے تری نگاہ کرم کا گماں گیا
میکشؔ اکبرآبادی

ثابت ہوا، فضول ہے اظہارِ آرزو
کہیے تو کیا ہو اور نہ کہیے تو کیا نہ ہو
میکشؔ اکبرآبادی

ثباتِ گُل کا چھڑا تذکرہ تو بات کھلی
چمن میں حُسنِ نظر کو بہار کہتے ہیں
رئیسؔ رامپوری

ثابت قدم رہوں کہ تلاطم کا ساتھ دوں
ساحل کے رُخ تو لا نہ سکوں گا ہوا کو میں
نامعلوم

ثنا تیری نہیں ممکن زباں سے
معانی دوٗر پھرتے ہیں بیاں سے
اثرؔ لکھنوی

ثاقبؔ مجھے بزم میں یہ ڈر ہے
شاید کہ رُکیں نہ مجھ سے آہیں
ثاقبؔ کانپوری

ثاقبؔ ترے حضور کھڑا ہے امیدوار
تو رحم کر کہ جبر، تجھے اختیار ہے
ثاقبؔ کانپوری

ثاقبؔ میں کس امید پہ دنیا میں اب جیوں
جتنے تھے زندگی کے سہارے چلے گئے — ثاقبؔ کانپوری

ثابت قدم جو شاہ رہِ زندگی میں ہے
دراصل کامیاب وہی رہروی میں ہے — احقرؔ

ثبوتِ بُرق کی غارت گری کا کس سے ملے
کہ آشیاں تھا جہاں، اب وہاں دھواں بھی نہیں — اظہرؔ سعید

ثابت ہوا نہ جرم تو اک آہِ ناتمام
زنجیر بن گئی درِ زنداں کے واسطے — زکیؔ زاکانی

ثاقبؔ تمہیں خبر نہیں وقتِ عمل ہے یہ
اب سعیٔ رائیگاں کا زمانہ گذر گیا — ثاقبؔ کانپوری

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ اَلمانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی — اقبالؔ

ثاقبؔ انھیں کیا یاد کریں ہم کہ جنھوں نے
بھُولے سے سوئے گورِ غریباں نہیں دیکھا — ثاقبؔ لکھنوی

ثنا زباں پہ مگر دِل میں نفرتیں پنہاں
خطا معاف! یہ دھوکا ہے دوستی تو نہیں — نامعلوم

ثاقبؔ مری ہی ذات سے صحرا کا نام ہے
باقی رہے گی عظمتِ ویرانہ پھر کہاں — ثاقبؔ کانپوری

جن کو مٹا سکے نہ کوئی دَورِ انقلاب
کچھ ایسے نقش بھی تو بناتے ہوئے چلو
ماہر القادری

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روحِ اُمم کی حیات، کشمکش انقلاب
اقبال

جہلِ خرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انساں، بڑھ گئے سائے
جگر مراد آبادی

جھوٹی ہے ہر ایک مسرت
روح اگر تسکین نہ پائے
جگر مراد آبادی

جسے ہوائے زمانہ کبھی بجھا نہ سکے
قدم قدم پہ وہ اِک شمعِ راہ پیدا کر
جگر مراد آبادی

جنھیں بھی تول کے دیکھا عمل کے میزاں میں
کھُلا یہ حال کہ انساں نہیں ہیں سائے ہیں
عامر عثمانی

جو ملے زمانے کو، رنج وہ سر آنکھوں پر
جو ملے ہمیں تنہا، اس خوشی سے ڈرتے ہیں
خمار بارہ بنکوی

جان ہتھیلی پر رکھ لے
کہنی ہے گر سچی بات
حفیظ میرٹھی

جوانو! یہ صدائیں آرہی ہیں آبشاروں سے
چٹانیں چور ہو جائیں، جو ہو عزمِ سفر پیدا
سہیل زیدی

جن کو ہم سمجھا کیے اَبرِ بہار
وہ بگولے کتنے گلشن کھا گئے
احمد ندیم قاسمی

جس سمت دیکھیے وہیں رِستے ہوئے سے زخم
وَیسے بڑا حسین ہے دَورِ ترقیات — حفیظ میرٹھی

جلا وہ شمع کہ آندھی جسے بجھا نہ سکے
وہ نقش بن کہ زمانہ جسے مٹا نہ سکے — شفیق جونپوری

جو اعتماد کو اک بار ٹھیس پہنچا دے
اُس آدمی کا دوبارہ نہ اعتماد کرو — دواکر راہی

جو سچ پوچھو تو وہ ساعت بڑی دشوار ہوتی ہے
اصولوں سے غرض جب برسرِ پیکار ہوتی ہے — دواکر راہی

جو ان کی یاد سے خالی ہوں، ان کے ذِکر سے دور
حیات پر وہی لمحے گراں گزرتے ہیں — شفا گوالیاری

جب کبھی اٹھے گا پھولوں کی حفاظت کا سوال
یاد کر کے باغباں کانٹوں کو روئے گا ضرور — ادریس ضیاء

جو ترے دَر پہ خم ہو گئی
وہ جبیں محترم ہو گئی — اقبال صفی پوری

جہاں اُن کی یورشیں ہیں، وہیں آشیاں بنے گا
کوئی جا کے بجلیوں کو مِرا فیصلہ سُنا دے — فراز سلطانپوری

جامِ غمِ حیات نہ لو بے دلی کے ساتھ
اک ناروا سلوک ہے یہ زندگی کے ساتھ — فراز سلطانپوری

جس شخص میں بھی جراَتِ اظہار نہیں ہے
وہ سب ہے، مگر صاحبِ کردار نہیں ہے — تابش مہدی

جن کی راہوں میں سدا میں نے بچھائیں آنکھیں
ان کی آنکھوں میں کھٹکتا ہوں میں کنکر کی طرح — جمال قریشی

جنھیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تو نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی — نامعلوم

جو غم میں گھبرا رہے ہیں شاعر کوئی یہ اے کاش ان سے پوچھے
اگر سمجھنا ہے زندگی کو، تو زندگی سے فرار کیوں ہے — شاعر لکھنوی

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی — اقبال

جاگ اٹھتے ہیں دو جہاں شاعر
جاگتا ہے جب آدمی کا ضمیر — شاعر لکھنوی

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میداں، مگر جھکی تو نہیں — نامعلوم

جب تلک چہرے پہ غم کی گرد کا غازہ نہ تھا
زندگی کتنی حسیں ہے، اس کا اندازہ نہ تھا — عرفان بنارسی

جو بھی حق ہے اُسے بے خوف و خطر کہتا ہوں
مصلحت کہتی ہے خاموش، مگر کہتا ہوں — دِوا کر راہی

جس کو دنیا کی حقیقت کا پتا ہوتا ہے
اس کے جینے کا سلیقہ ہی جُدا ہوتا ہے — بیدل سرحدی

جنھیں دِن رات فکرِ آشیاں ہے
کریں گے کیا وہ تعمیرِ گلستاں — طاہر تلہری

جو حق کا پیامی، وہی باطل کا نگہباں
دنیا کی دو رنگی کا سماں دیکھ رہا ہوں! — جوہر گورکھپوری

جب سے در ترا چھوٹا، مجھ سے کھو گئی منزل
پھر رہا ہوں بے مقصد، جیسے برگِ آوارہ — حلیم انصاری

جو حوصلہ ہے تو کھنچواؤ دار پر ہم کو
ہمی نے صبحِ بہاراں کی آرزو کی ہے — زکی زاکانی

جس کا کوئی جواب نہ ہو وہ جواب دوں
سوچا یہ ہے کہ سب کی سنوں اور چپ رہوں — رئیس رامپوری

جب کسی نے کہیں پونچھے ہیں کسی کے آنسو
آ گئے ہیں مری آنکھوں میں خوشی کے آنسو — رئیس رامپوری

جس شجر کو پھلوں سے نوازا گیا
اس کی قسمت میں لکھے ہیں پتھر بہت — عزیز نگھروی

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ — اکبر الٰہ آبادی

جس کا عمل ہے بے غرض، اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر — اقبال

جاگے ہوؤں کو گرمیٔ رفتار بخش دو
سوتے مسافروں کو جگاتے ہوئے چلو — ماہر القادری

جو کسی کے قلب کو زخمی کرے
ہنسنے والے وہ ہنسی اچھی نہیں — فدا مانکپوری

جب رُک گئے تو راستے مسدود ہو گئے
جب اُٹھ گئے قدم تو ہمیں راستہ مِلا
دواکر راہی

جب تک نہ ہو بہار میں سارا چمن شریک
اس وقت تک گلوں پہ تبسّم حرام ہے
قمر لکھنوی

جَلانے والے جَلاتے ہی ہیں چراغ آخر
یہ کیا کہا کہ ہوا تیز ہے زمانے کی
جمیل مظہری

جینا ہے تو دُکھ بھی ہیں سُکھ بھی، رونا بھی ہے ہنسنا بھی ہے
بِین ایک ہی ہوتی ہے جس پر، سب راگ بجائے جاتے ہیں!
آرزو لکھنوی

جو زمیں پر مَہ و انجم ہیں نہیں اُن پہ نظر
آسماں پر یہ کِسے ڈھونڈ رہی ہے دُنیا
عبدالمتین نیاز

جگمگا کے چھوڑیں گے اِن اندھیری راتوں کو
کون روک سکتا ہے، صبح کی بَراتوں کو
عَرشی بھوپالی

جو جَلاتا ہے کسی کو، خود بھی جلتا ہے ضرور
شمع بھی جلتی رہی، پروانہ جل جانے کے بعد
نامعلوم

جَلانے کے لیے ہستی کو اپنی
حَسَد کی ایک چنگاری بہت ہے
مختار نسیم

جھوٹ اور لوبھ کے اِس سنسار میں، سچّائی کی قیمت کیا ہے
جس نے حق کی بات کہی، برسائے گئے اس پر پتّھر
طاہر تلہری

جو طوفانوں میں پلتے جا رہے ہیں
وہی دنیا بدلتے جا رہے ہیں
جگر مرادآبادی

چ

چمن تو برقِ حوادث سے ہو گیا محفوظ
مری بلا سے اگر میرا آشیاں نہ رہا
جگر مراد آبادی

چلے ہیں غم کے مٹانے کو سوئے میخانہ
یہ خود کشی کے ارادے، یہ زندگی سے گریز
ماہر القادری

چھپ کر ہوا کے جھونکوں میں آتی ہیں بجلیاں
ناطق چمن یہ رہنے کے قابل نہیں رہا
ناطق لکھنوی

چمن میں دیکھیے اب کس کی جیت ہوتی ہے
ہیں پھول ایک طرف اور خار ایک طرف
ابوالمجاہد زاہد

چمن میں رکھتے ہیں کانٹے بھی اک مقام اے دوست!
فقط گلوں سے ہی گلشن کی آبرو تو نہیں!
امید ڈبائیوی

چاکِ دل پہلے ہو لیے غنچے
جب کہیں جا کے پھول کہلائے
ماہر القادری

چاہے تن من سب جل جائے
سوزِ دروں پر آنچ نہ آئے
حفیظ میرٹھی

چین راہِ وفا میں کہاں ہے
جو نفس ہے وہ اک امتحاں ہے
ابوالمجاہد زاہد

چھوٹوں سے یوں بڑوں کو تکبر نہ چاہیے
جھک کر ملے زمیں سے اگر آسماں ملے
حفیظ میرٹھی

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے
اصغر گونڈوی

چھوڑ کر دامانِ خودداری حفیظؔ
اپنی نظروں سے بھی ہم گر جائیں کیا — حفیظؔ میرٹھی

چمن فروش مجھے خار ہی عطا کردیں
مجھے چمن کی ہر اک شے سے پیار ہے یارو — ایازؔ اختر

چھیڑ و سُرود ایسا جاگ اُٹھیں سونے والے
رہبر ہے قافلوں کی تابِ جبیں تمہاری! — اقبالؔ

چشم تو اٹھ نہ سکی خاکِ نشیمن کی طرف
ہم نے منھ پھیر لیا دیکھ کے گلشن کی طرف — روشنؔ صدیقی

چمن میں غنچۂ گُل سے یہ کہہ کر اُڑ گئی شبنم
مذاقِ جورِ گلچیں ہو، تو پیدا رنگ و بو کرلے — اقبالؔ

چٹکیاں لیتی ہے فطرت، چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو — ماہرؔ القادری

چلی چمن سے یہ کہتی ہوئی نسیمِ سحر
کہ زادِ راہ ضروری نہیں سفر کے لیے — ماہرؔ القادری

چہرہ اداس، آنکھوں میں آنسو، لبوں پہ آہ
سب رنگ پھیکے پڑ گئے، دل ٹوٹنے کے بعد — سراجؔ لکھنوی

چشم زدن میں کہہ دیا زندگیٔ جہاں کا راز
دیکھا بھی تو نے بے خبر! رقصِ شرر نے کیا کیا — آلمؔ مظفر نگری

چوکھٹے قبر کے خالی ہیں، اِسے مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے — احسانؔ دانش

چپ رہنا تو ہے ظلم کی تائید میں شامل
حق بات کہو، جرأتِ اظہار نہ بیچو! عزیز نگھروی

چمن کی آن، بس اُس پیڑ سے ہے
جسے آندھی میں بھی جھکنا نہ آیا ممتاز ہاشمی

چہرہ چہرہ دیکھ لے گا اپنے اپنے خد و خال
ایک دن ہر آدمی کو آئینہ مِل جائیگا! عزیز نگھروی

چھوڑ کر اس آستاں، کو یہ ملی مجھ کو سزا
در بدر کرنی پڑی خم اپنی پیشانی مجھے عزیز نگھروی

چاہے جیسی بھی ہوئیں، ہم نے انھیں اپنالیا
آپ کی نسبت سے ہم کو جس قدر باتیں ملیں جمال قریشی

چھین لیتے ہیں جو غنچوں سے تبسم کا نمو
گُل فروش اُن کو کہو، باغ کا مالی نہ کہو ظہیر تاج

چھپائیں گے کہاں تک رازِ محفل، شمع کے آنسو
کہے گی خاکِ پروانہ، کہ پروانے پہ کیا گزری قمر جلالوی

چوٹ پڑی ہے دِل پر تو، آہ لبوں تک آئی ہے
یوں ہی چھَن سے بول اٹھنا تو شیشے کا دستور نہیں عندلیب شادانی

چیونٹیوں میں اتّحاد اور مکھیوں میں اتفاق
آدمی کا آدمی دشمن، خدا کی شان ہے حالی

چمن کو ہم نے خود اپنے لہو سے سینچا ہے
ہمیں بہار پہ دعویٰ ہے اپنے حق کی طرح شاعر لکھنوی

چشمِ بینا ہے تو غم کی غایتِ پنہاں کو دیکھ
شامِ ظلمت ہے دلیلِ صبحِ روشن ، غم نہ کر — نہالؔ سیوہاروی

چند آنکھوں میں گھر دیکھ بھی سکتا ہوں مگر
بزم کی بزم کو دلگیر میں کیسے دیکھوں — مسعودؔ

چمن ہے جب تو شادابی کا حق ہے ڈالی ڈالی کو
جلا ڈالوں گا گلشن کو جو کوئی شاخ مرجھائی — شفیقؔ جونپوری

چہرہ خود اِک کتاب ہے راہیؔ
کوئی پڑھ پائے یا نہ پڑھ پائے — دواکر راہیؔ

چپ چاپ اپنی آگ میں جلتے رہو فرازؔ
دنیا تو عرضِ حال سے بے آبرو کرے — احمد فرازؔ

چمن کے وہ خود پرست مالی، جنہیں خزاں راس آگئی ہے
وہ کس لیے آرزو کریں گے ، چمن میں فصلِ بہار آئے — عامرؔ عثمانی

چمن والوں کے عزمِ مستقل کا امتحاں کبتک
گریں گی آشیانوں پر ستم کی بجلیاں کبتک — جلیلؔ فتحپوری

چراغاں کر رہے ہو اپنے گھر میں
اندھیرا تو پسِ دیوار بھی ہے — اخترؔ رضوی

چہرہ لہو لہو تو بدن چور چور تھا
خود دار آدمی تھا ، فقط یہ قصور تھا — سرشؔ چندوسی

چلو چل کے دیکھیں عمل زندگی کا
بہت ہو گئیں اَب کتابوں کی باتیں — رازؔ